

حق صحت میں ریاست کی ذمہ داریاں: اسلامی تہذیب کے تناظر میں ایک تحقیقی مطالعہ

Responsibilities of the State in the Right to Health: An Exploratory Study in the Context of Islamic Civilization

*Hafza Gull Nasheen

**Professor Dr. Altaf Hussain Langrial

ABSTRACT

In the context of Islamic civilization, this exploratory study investigates the state's role and responsibilities in ensuring the right to health. To provide a comprehensive understanding of the state's obligations to promote and protect the right to health, the study looks at relevant Islamic sources and international legal frameworks. The study emphasizes the significant role that the state plays in facilitating the realization of the right to health by providing healthcare services, ensuring equitable access to healthcare, and addressing health-related social determinants. The discoveries of this study could add to a superior comprehension of the state's liabilities about one side of well-being in Islamic social orders and illuminate strategy conversations on advancing and safeguarding the right to well-being in such settings. The documents on health by the UN also specify the minimum rights that must be upheld and which organisations are responsible for ensuring that the right to health is interpreted.

Key Words: Health, Rights, Individuals, State, Social system

تعارف

صحت کا حق ایک بنیادی انسانی حق ہے جو افراد کے لیے باوقار زندگی گزارنے کے لیے ضروری ہے۔ اس حق کو یقینی بنانے کی ذمہ داری بنیادی طور پر ریاست پر عائد ہوتی ہے۔ یہ کام اسلامی تہذیب کے تناظر میں اور بھی اہم ہو جاتا ہے، جہاں صحت کی سہولیات کی فراہمی اور صحت کے حق کا تحفظ مذہبی اور ثقافتی اقدار کے ساتھ گہرا تعلق ہے۔ اس تحقیقی مطالعے کا مقصد اسلامی تہذیب کے تناظر میں صحت کے حق کو یقینی بنانے میں ریاست کی ذمہ داریوں کا جائزہ لینا ہے۔ یہ اسلامی ذرائع اور بین الاقوامی قانونی فریم ورک کی بنیاد پر ایسے سیاق و سباق میں صحت کے حق کو فروغ دینے اور اس کے تحفظ کے لیے ریاست کی ذمہ داریوں کے بارے میں ایک جامع تفہیم فراہم کرنے کی کوشش کرتا ہے۔

* PhD Scholar, Department of Islamic Studies, Bahauddin Zakariya University, Multan.

** Chairman: Department of Islamic Studies, Bahauddin Zakariya University Multan.

صحت کے حق کے حصول میں سہولت فراہم کرنے میں ریاست کے اہم کردار، بشمول صحت کی دیکھ بھال کی خدمات کی فراہمی، صحت تک مساوی رسائی کو یقینی بنانا، اور صحت کے سماجی عوامل کو حل کرنا، اس تحقیق میں نمایاں کیا گیا ہے، جو اسے خاصا اہم بناتا ہے۔ اس مطالعے کی دریافتیں اسلامی معاشرتی نظام میں فلاح و بہبود کے حوالے سے ریاست کی ذمہ داریوں کے بارے میں ایک اعلیٰ فہم میں اضافہ کر سکتی ہیں اور اس طرح کے ماحول میں فلاح و بہبود کے حق کی ترقی اور حفاظت کے بارے میں حکمت عملی کے بنیاد میں اضافہ کر سکتی ہیں۔ تعلیم دے سکتے ہیں۔ اس حقیقت کے باوجود کہ دنیا بھر کے قوانین صحت کے حق کو بنیادی آزادی کے طور پر تسلیم کرتے ہیں، بہت سی قومیں اپنے شہریوں کو مناسب طبی دیکھ بھال فراہم کرنے کے لیے جدوجہد کرتی ہیں۔ وسیع پیمانے پر فلاحی تفاوت ریاستی اثاثوں اور ذمہ داری کی عدم موجودگی کے نتیجے میں ہوا ہے، خاص طور پر کمزور آبادیوں کو متاثر کرنا۔

اسلامی تہذیب کے تناظر میں، اس مطالعے کا مقصد اس کردار پر روشنی ڈالنا ہے جو ریاست صحت کے حق کو فروغ دینے اور اس کے تحفظ میں ادا کرتی ہے۔ اس میں دیکھا جائے گا کہ ریاست کس طرح اسلامی معیارات اور دنیا بھر کے جائز ڈھانچے کے تحت اپنے وعدوں کو پورا کر سکتی ہے تاکہ طبی نگہداشت کی انتظامیہ میں غیر جانبدارانہ داخلہ کی ضمانت دی جاسکے اور فلاح و بہبود کے سماجی عزم کو حل کیا جاسکے۔ مطالعہ کی اہمیت اس امکان سے پیدا ہوتی ہے کہ یہ اسلامی معاشروں میں صحت کے حق کے فروغ اور دفاع کے حوالے سے جاری پالیسی مباحثوں میں حصہ ڈالے گا۔ یہ اس بارے میں کچھ معلومات فراہم کر سکتا ہے کہ ریاست کس طرح فلاح و بہبود کے حق کو تسلیم کرنے کے لیے ایک مددگار ماحول قائم کر سکتی ہے اور عملی بہتری کے مقاصد جیسے عالمی فلاح و بہبود کے مقاصد کی تکمیل میں اضافہ کر سکتی ہے۔ اسلامی تعلیمات نہ صرف آخرت میں خوشی اور سکون کی راہ ہموار کرتی ہیں بلکہ وہ اس زندگی میں تکمیل، سکون اور ترقی کو بھی یقینی بناتی ہیں۔ مساوی حقوق نے غریبوں کو زمانوں سے زندگی بخشی ہے اور مظلوم طبقہ جو ظالموں کے رحم و کرم پر تھا، اسلام کی محبت میں پناہ لی۔ یہ اسلام کی بے پناہ اپیل کی ایک وجہ ہے۔

قرآن کریم میں دو طرح کی آیات ہیں جو اللہ تعالیٰ نے نازل کی ہیں۔

وہ دفاتر جن کی بنیادی صورت حال قرآنی احکام میں ہے۔ ان کی تشریح کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ ان کے معنی اور وحی کا مقصد واضح ہے۔ دوسرا یہ کہ اللہ تعالیٰ نے بعض آیات کو تشبیہ کے طور پر بیان کیا ہے۔ انسان کا محدود علم اور حواس اس کے لیے ان آیات کو مکمل طور پر سمجھنا ناممکن بنا دیتے ہیں کیونکہ ان کا تعلق مافوق الفطرت واقعات سے ہے۔ ان کی خاص اہمیت اللہ کے علاوہ کسی کو معلوم نہیں، پھر بھی جو لوگ معلومات کے ساتھ مطابقت رکھتے ہیں، مثال کے طور پر جاننے والے، ان بندوں سے فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔ راسخون العلم ان افراد کی طرف اشارہ کرتا ہے جو اپنی بصیرت اور کاریگری میں پختہ ہیں اور اپنے شعبے میں ماہر اور عظیم اور ماہر ہیں۔ قرآن کے علوم انسانی استعداد کے علوم سے زیادہ وسیع ہیں۔ قرآن کریم اس لیے کامل ہے کہ اس نے اصول و ضوابط سے متعلق کسی چیز کو کبھی نامکمل نہیں رہنے دیا۔ تمام انسانی علم و فن قرآن پاک سے آتے ہیں۔

اس طرح قرآن کریم کے الفاظ کتنے واضح ہیں: "ونزلنا عليك الكتاب تبينا لكل شيء"۔^۱

"اور ہم نے آپ پر وہ عظیم کتاب نازل فرمائی ہے جو ہر چیز کا بڑا واضح بیان ہے۔"

یہ بات بلاشبہ درست ہے کہ قرآن و حدیث کی غیر معمولی ترتیب میں ہر ایک سائنس اور دستکاری کے لیے نشانیاں موجود ہیں، تاہم ان کو سمجھنے کے لیے گہرا جائزہ لینے کی ضرورت ہے۔ حفظانِ صحت کے جو اصول قرآن کریم اور پیغمبر اسلام نے چودہ سال پہلے قائم کیے تھے وہ اسلام کی عمومی تعلیمات کے عین مطابق ہیں۔ ان سنہرے اصولوں کی افادیت، جو کائنات کے ولی عہد نے اپنی امت کو اس زبان میں سمجھائی جو سمجھ میں آسان تھی، اب جدید سائنس نے تسلیم کر لی ہے۔

احادیث نبوی میں جن اصولوں اور معاملات کا حوالہ دیا گیا ہے ان میں سے ہر ایک (ہم آہنگی اور اللہ کی مہربانیاں) قرآن کے بیان سے مجبور ہیں، اور یہ مسلمانوں کے لیے دو بنیادی ہاٹ سپاٹ ہیں۔ قرآن کریم دل اور جسمانی تمام بیماریوں کا علاج ہے۔ تاہم، مریض کا علاج کرتے وقت، اسے احتیاط کے ساتھ اس پر عمل کرنا چاہیے، اسے خلوص، ایمان اور پختہ یقین کے ساتھ قبول کرنا چاہیے، اور علاج کی شرائط کی پابندی کرنی چاہیے۔ یہ فرض کرتے ہوئے کہ وہ کرتا ہے، اسے دوسری دنیاوی اور حقیقی اصلاح سے نوازا جائے گا۔ ان خطوط کے ساتھ، اللہ تعالیٰ نے محمد کو بھیجا ہے، ہم آہنگی اور تحائف پہنچتے ہیں، اس کے کورئیر کے طور پر، زندگی کے ہر معاملے میں انہیں مثالی دین دیتے ہیں، جیسا کہ ابوذر رضی اللہ عنہ اس سے مطمئن ہیں، کہتے ہیں: آسمان میں ایک پرندہ بھی۔ اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں چھوڑ کر چلے جاتے۔ تاہم، اگر یہ ہلتا ہے، تو انہوں نے ہمیں اس کی اطلاع بھی دی۔^۲

نتیجتاً حدیث اور تعلیمات کے مطابق دوا اور علاج کی دیگر اقسام کا استعمال سنت اور مستحب ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بعض چیزوں کی ہدایت فرمائی ہے جن میں اللہ تعالیٰ نے شفا رکھی ہے۔ شفاء اللہ کے حکم سے ہی ملتی ہے۔ جس طرح کلونجی کے بارے مشہور ہے کہ اس میں موت کے علاوہ ہر بیماری کا علاج ہے۔^۳

مسلسل طبی تحقیق کی ترغیب

"اللہ نے ایسی کوئی بیماری نہیں اتاری جس کی شفا نازل نہ فرمائی ہو۔"

حدیث مبارکہ انسانیت کو ہر مرض کے علاج میں تحقیق کرتے رہنے کی تلقین کرتی ہے۔ یہ خیال اسلام میں بالکل بے بنیاد اور غلط ہے اور اس کا رد کرنا تحقیق کے نظریہ کو رد کرنے کے مترادف ہے کیونکہ اس سے جڑی بعض بیماریاں بالکل لاعلاج ہیں۔ اسلام نے اس نظریہ کو پورے عرب معاشرے میں چودہ سو سال پہلے پھیلا دیا تھا۔ انہیں اپنی جہالت پر فخر تھا جس نے ان کے ذہنوں کو جکڑ رکھا تھا۔ اسے اس اسلامی نظریے کو قبول کرنے میں مشکل پیش آئی۔ باوجود اس کے کہ انہوں نے انسانی اعضاء کی حد نگاہ کو تسلیم کیا اور اس پر ایمان رکھتے تھے، اس کے علاوہ انہوں نے صریح حقیقت کو آخرت میں بحال ہونے سے روک دیا۔ اپنی جہالت کی وجہ سے کچھ غیر مسلم اقوام اور کچھ نام نہاد مسلمان ان جاہل مشرکوں اور کافروں کے نقش قدم پر چلتے ہوئے بنیادی اسلامی عقیدے یعنی مسلمانوں کی آخرت کا مذاق اڑاتے ہیں۔ انہیں حقیر نظر سے دیکھا جاتا ہے۔ وہ یہ نتیجہ اخذ کریں گے کہ اسلام بہت زیادہ عمومی بصیرت والا مذہب ہے اگر وہ پوری طرح سے موجودہ

منطقی کھوج، حقائق اور قیاس آرائیوں پر توجہ مرکوز کریں۔ جو زندگی کے تمام شعبوں میں انسانیت کی رہنمائی کرتا ہے۔ انسانی جسم کے ہر خلیے میں دس ملین صفحات کے برابر معلومات ذخیرہ کرنے کی صلاحیت ہوتی ہے، جیسا کہ جینیاتی انجینئرنگ کی تحقیق سے ظاہر ہوتا ہے۔ ایک بنیادی سیل جو میگنٹنگ آلے کے بغیر نظر نہیں آنا چاہیے اس کے اندر اتنی بڑی دنیا ہے۔ آخرت کے دن اللہ تعالیٰ کے حکم سے انسانی جسم کا ہر خلیہ حال سے لے کر اپنی پوری تاریخ بیان کرے گا اور انسان کی ساری فطرت اسے دکھا دی جائے گی۔ اسلام یہی سکھاتا ہے، اور جینیاتی انجینئرنگ کی تحقیق اسی سمت میں آگے بڑھ رہی ہے۔

انفارمیشن اور کمیونیکیشن ٹیکنالوجیز کے استعمال نے دنیا بھر میں دیکھے جانے والے موجودہ صحت کی دیکھ بھال کے بہت سے نظاموں کو تیار کرنے میں مدد کی ہے۔ تاہم، ابتدائی اسلامی اور قرون وسطیٰ کے دور میں طبی نظام کی ترقی نے بہت سے طریقوں اور طریقہ کار کو قائم کرنے میں مدد کی جو آج بھی استعمال میں ہیں۔ اس کے علاوہ، عرب دنیا میں طب کی تاریخ پر تحقیق زیادہ تر طریقہ کار پر مرکوز ہے اور طبی ادب پر بہت کم۔ جبکہ صحت کی دیکھ بھال کے بنیادی ڈھانچے اور انتظام کو نقصان پہنچا گیا۔ اس خلا کو دور کرنے کے لیے، یہ مطالعہ اسلامی تہذیب کی تاریخ کے ذریعے صحت کی دیکھ بھال کے نظام اور بنیادی ڈھانچے کی ترقی کا جائزہ لینے پر مرکوز ہے، جو مشرق وسطیٰ، افریقہ، سپین اور مغربی ایشیا میں پھیلی ہوئی ہے۔ نتائج کو نگہداشت کے مراکز کی اقسام، انتظامی اور انسانی وسائل، طبی تعلیم کا نظام، اور طبی اخلاقیات کے زمرے کے تحت منظم طریقے سے پیش کیا جاتا ہے، اور پھر ان پر تبادلہ خیال کیا جاتا ہے۔

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعے شروع ہونے والے اسلامی انقلاب نے اپنے فوائد کو مستحکم کیا اور مشرق وسطیٰ، شمالی افریقہ، جنوب مغربی یورپ اور جنوب مغربی ایشیا سمیت مختلف خطوں میں استحکام اور ترقی کا ایک طویل دور قائم کیا، جو اسلامی دور میں مختلف خلافتوں کے زیر کنٹرول رہا۔ ضرورت مندوں کی دیکھ بھال اور مدد کرنا اسلامی فلسفہ کا بنیادی حصہ تھا اور اسی کے مطابق حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے غریبوں اور مریضوں کے لیے اپنی خدمات کے ذریعے اسی کی عکاسی کی۔ خود نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ معذوری کا علاج کیا جاسکتا ہے۔^۱ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے طب کو موجودہ خرابیوں جیسے جادو ٹونے اور روایتی علاج سے الگ کرنے کی کوشش کی جو مؤثر نہیں ہیں۔^۲ بہت سے ایسے ماہرین ہیں جنہوں نے طب کے شعبے میں شاندار کارکردگی کا مظاہرہ کیا ہے۔ مثال کے طور پر، رفائدہ الاسلامیہ قرون وسطیٰ کی پہلی نرس کے طور پر جانا جاتا تھا، جس نے چھٹی صدی میں پیغمبر اسلام کی قیادت میں مختلف لڑائیوں میں زخمی فوجیوں کا علاج کیا۔

عباسی خلیفہ ہارون الرشید اپنی ایک بیماری کے دوران عرب طبیبوں کی طرف سے علاج کے قابل نہیں تھا۔ بعد میں، اس کی نشاندہی کی گئی کہ اسے ایک ہندوستانی معالج نے پودے کے عرق کے استعمال سے ٹھیک کیا تھا۔ ہندوستانی طبیبوں کی مہارت سے متاثر ہو کر خلیفہ نے ہندوستانی طبی کتابوں کے تراجم کی حوصلہ افزائی کی اور ہندوستانی ادویات کے استعمال کی حوصلہ افزائی کی۔ اسی مناسبت سے مختلف ہندوستانی طبی متون کا عربی میں ترجمہ کیا گیا۔ کچھ کتابوں میں چرکاسمیتا (کتاب چرکا) بھی شامل ہے جس کا عربی میں ترجمہ عبد اللہ نے کیا تھا۔ علی: ہندوستانی خاتون ماہر امراض نسوان روسا کے کاموں کا عربی میں ترجمہ کیا گیا (کتاب روس فی الاجات)؛ اور اپلانت ہندوستانی دواؤں کی کتاب استنگاہر دایہ کا ترجمہ ابن ندیم نے کیا۔

اگرچہ اسلامی دور کے دوران طبی لٹریچر پر توجہ مرکوز کرنے والے مطالعات موجود تھے، لیکن اسلامی تاریخ کی تحقیق میں طبی ڈھانچے پر بہت کم توجہ دی گئی ہے۔^۸ اس مضمون کا مقصد اسلامی تہذیب کے دوران صحت کی دیکھ بھال کے بنیادی ڈھانچے میں ہونے والی پیش رفت کا جائزہ لینا ہے۔ اس مطالعہ کے سیاق و سباق پر غور کرتے ہوئے، جو کہ اسلامی تہذیب کے ذریعے صحت کی دیکھ بھال کے بنیادی ڈھانچے کی ترقی پر توجہ مرکوز کرتا ہے، دو مختلف طریقوں پر عمل کیا جاسکتا ہے: ٹائم لائن کے ذریعے پیش رفت کو بیان کرنا؛ یا بنیادی ڈھانچے کے عوامل کی درجہ بندی کرنا اور پیشرفت پر تبادلہ خیال کرنا۔ اس مطالعہ نے مواد کو مختلف بنیادی ڈھانچے کے عوامل میں تقسیم کیا جن میں نگہداشت کے مراکز کی اقسام، انسانی وسائل کا انتظام، طبی تعلیم کا نظام، اور طبی اخلاقیات شامل ہیں، اور ان عوامل سے متعلق پیش رفت پر تبادلہ خیال کیا گیا۔ اس کے مطابق مختلف ڈیٹا بیسز بشمول طب اور اسلامی تاریخ سے متعلق جرائد کو صحت کی دیکھ بھال میں ہونے والی پیش رفت کی عکاسی کرنے والے متعلقہ مضامین کے لیے تلاش کیا گیا۔ اسلامی تاریخ اور طب، صحت کی دیکھ بھال، اسلامی تہذیب اور ہسپتال، اسلامی طبی لٹریچر، اور اخلاقیات سمیت مطلوبہ الفاظ کا مجموعہ متعلقہ مضامین کی تلاش کے لیے استعمال کیا گیا۔ اس کے علاوہ، چند تاریخی متون اور ادب، خاص طور پر قرآن اور احادیث کے اقوال کو اسلامی تناظر میں پیش رفت کی تشریح کے لیے استعمال کیا گیا۔

ہیلتھ کیئر انفراسٹرکچر کی ترقی

صحت کی دیکھ بھال کے بنیادی ڈھانچے کے قیام کے ابتدائی شواہد کا تعلق پیغمبر اسلام سے ہو سکتا ہے، جنہوں نے خندق کی جنگ کے دوران زخمی فوجیوں کے علاج کے لیے مدینہ میں مسجد نبوی کے صحن میں ایک اسپتال کا آغاز کیا۔^۹ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے زخمی سپاہیوں کے علاج کے لیے خیمے جمع کرنے کا حکم دیا، یہ نظام، جس کی وجہ سے بعد کے خلفاء نے ڈاکٹروں اور فارماسٹ کے ساتھ موبائل کلینک تیار کیے تھے۔^{۱۰} قدیم ترین ہسپتالوں میں سے ایک جو ۶۳۸ میں قائم کیا گیا تھا، ایران کے صوبہ خوزستان میں بیمارستان (اسپتال)، حکمرانوں کی تبدیلی سے بچ گیا، جسے اب میڈیکل یونیورسٹی کے ساتھ ایک سرکاری ہسپتال میں تبدیل کر دیا گیا ہے۔^{۱۱}

اگرچہ، ایران (جو پہلے فارس کے نام سے جانا جاتا تھا) نے اسلامی فتوحات سے بہت پہلے پیشرفت کی قیادت کی ہے، لیکن فتح کے بعد نظر آنے والی ایک اہم پیشرفت ایرانی علماء کے ذریعہ قدیم فارسی تہذیب میں نظریات اور علم طب کا تحفظ، استحکام، ہم آہنگی اور ترقی تھی۔ اسکالرز بشمول محمد ابن زکریا الرازی (۸۵۳-۹۲۵ء) اور ابن سینا (۹۸۰-۱۰۳۷ء) نے مختلف مشاہدات اور تجربات میں حصہ لیا اور طبی علم اور ادب میں بہت زیادہ تعاون کیا۔^{۱۲} منصور ابن الیاس (۱۳۹۰ء) کی کتاب تشریح البدان (جسم کی اناتومی) ان مشہور کتابوں میں سے ایک تھی جس میں اعصابی اور دوران خون کے نظام کے ساختی خاکے شامل تھے۔^{۱۳} خلیفہ الولید بن عبد الملک ان پہلے خلیفہ میں سے ایک تھے جنہوں نے ۷۰۷ء میں دمشق میں ہسپتال قائم کیا۔ ہسپتال میں تربیت یافتہ اور ماہر ڈاکٹروں، نرسوں، اور معذور افراد جیسے نابینا افراد کے علاج کے لیے اچھی طرح سے قائم انفراسٹرکچر تھا، اور جذام جیسی متعدی بیماریوں میں مبتلا دیگر مریضوں کو الگ کر دیا تھا۔

اسی طرح نبی صلی اللہ علیہ وسلم سب سے پہلے ان لوگوں میں سے تھے جنہوں نے مختلف بیماریوں کی آلودگی سے بچنے کے لیے ہدایات جاری کیں (اگر تم کسی زمین پر اس کے بارے میں سنو تو اس سے آگے نہ بڑھو، اور اگر وہ زمین پر گر جائے تو تم اس پر ہو۔ اسے مت

چھوئیں) جسے ہم موجودہ دنیا میں قرنطینہ کہتے ہیں۔ اسی طرح خلیفہ عمر بن الخطاب نے لیونٹ کے علاقے میں ایماوس طاعون کے پھیلاؤ کو روکنے کے لیے قرنطینہ کے اصولوں پر عمل کیا، جس کے نتیجے میں وبا کے پھیلاؤ پر تیزی سے قابو پایا گیا۔^{۱۴} صحت کی سہولیات کے قیام کے لیے بہت سے عوامل پر غور کیا گیا۔ خلفاء نے صحت کی دیکھ بھال کی سہولیات کے قیام کے لیے بہترین مقامات کا انتخاب کیا، ترجیحا پہاڑیوں پر یا دریا کے کناروں پر تاکہ عوام کی حفاظت اور مریضوں کی تیزی سے صحت یابی کے لیے صاف ستھرا اور ویران ماحول کو یقینی بنایا جاسکے۔ مثال کے طور پر، ادھود الدولہ کی طرف سے تعمیر کردہ الاسودی کا ہسپتال بغداد میں دریائے دجلہ کے ساحل پر واقع تھا۔^{۱۵}

اسی طرح جب خلیفہ ہارون الرشید نے الرازی کو ایک ہسپتال بنانے کی ہدایت کی تو الرازی نے بغداد میں کچھ جگہوں کا انتخاب کیا جہاں اس نے گوشت کے چند ٹکڑے رکھے تاکہ کم سے کم خراب ہونے کی جانچ پڑتال کی جاسکے، تاکہ اس جگہ کی نشاندہی کی جاسکے جس میں ہوا کی بہترین کوالٹی ہو۔ ابتدائی اسلامی دور میں صحت کی دیکھ بھال کے بنیادی ڈھانچے کی تعمیر میں شامل کوششوں کی عکاسی کرتا ہے۔ اس کے علاوہ، ہارون الرشید نے بغداد میں پہلا مفت سرکاری ہسپتال کھولا، اور لوگوں کے لیے طب سیکھنے کے لیے ایک تعلیمی نظام تیار کیا۔ انہوں نے طبی طلباء کو پڑھانے اور تربیت دینے کے لیے دنیا بھر سے ماہر پروفیسرز بشمول معالجین اور سرجنوں کا تقرر بھی کیا، جنہیں تشخصی ٹیسٹ کے بعد ڈپلومے جاری کیے گئے، جس سے وہ طبی مشق کے لیے قابل عملہ بن گئے۔ ۱۸۷۲ء شتہار، جس کے بعد عوامی ہسپتالوں کی تعمیر تمام اسلامی سلطنت میں مغرب میں افریقہ، شمال میں سپین، مشرق میں فارس تک پھیل گئی۔^{۱۶}

قرون وسطیٰ کے اسلامی دور میں بغداد، دمشق، قرطبہ، سیویلا اور قاہرہ میں بہت سے ہسپتال مزید تیار ہوئے۔ بغداد میں ۶۰ اور قرطبہ میں ۵۰ بڑے ہسپتالوں کی نشاندہی ۱۱۶۰ء میں ٹوڈیلانامی مسافر نے کی تھی۔ ۱۷ قرون وسطیٰ کے دور میں شناخت کیے گئے جدید ترین اسپتالوں میں سے ایک قاہرہ، مصر میں واقع تھا، جسے منصوری اسپتال کا نام دیا گیا تھا۔ یہ ایک خود زیر انتظام ہسپتال تھا جس میں مردوں اور عورتوں کے لیے الگ الگ وارڈ اور مختلف امراض کے لیے ایک ڈسپنسری، لیکچر ہال، اور ایک آؤٹ پشینٹ ڈیپارٹمنٹ، ایک چیمپل اور ایک لائبریری تھی۔ وارڈوں کو ٹھنڈا کرنے کے لیے فوارے استعمال کیے جاتے تھے۔ اس کے علاوہ، موسیقاروں اور کہانی سنانے والوں کو مریضوں کی تفریح کے لیے رکھا گیا تھا۔ اور ڈسپانچر کے وقت غریب مریضوں کو کام پر جانے سے پہلے ان کے فوری اخراجات کا انتظام کرنے کے لیے ایک خاص رقم دی جاتی تھی۔^{۱۸}

قرون وسطیٰ کے دور میں صحت کی دیکھ بھال کے بنیادی ڈھانچے کی ترقی میں تیزی سے پیش رفت ہوئی، خاص طور پر اموی اور عباسی خلفاء کے دور میں؛ جبکہ یورپ میں صحت کی دیکھ بھال میں پیش رفت جمود کا شکار تھی۔ بغداد، دمشق، قرطبہ، سیویلا اور قاہرہ کے ہسپتال بھی طبی تعلیم کے مراکز تھے، جنہوں نے یورپ اور مشرق بعید کے طلباء کو اپنی طرف متوجہ کیا۔^{۱۹}

نگہداشت کے مراکز

اسلامی تہذیب کے دور میں کئی طرح کے نگہداشت کے مراکز اور اسپتال تھے جو اسلامی شہروں میں پھیلے ہوئے تھے اور ان میں سے زیادہ تر کو خلافت کے دور میں اوقاف کے وسائل اور فنڈز سے چلایا جاتا تھا۔ مطالعات میں مریضوں کے علاج کے لیے مختلف قسم کے مراکز کے تحت ہسپتال کے بنیادی ڈھانچے کی درجہ بندی کرنے کی کوشش کی گئی، ان پر ذیل میں تبادلہ خیال کیا گیا ہے۔^{۲۰}

بڑے ہسپتال

بڑے ہسپتالوں کی درجہ بندی مختلف عوامل پر غور کرتے ہوئے کی گئی تھی جیسے مردوں اور عورتوں کے لیے الگ الگ وارڈز کی تعداد کا قیام، تعلیم کے لیے ایک مربوط میڈیکل سکول، خصوصی علاج کے مراکز کی دستیابی، ایک اچھی طرح سے قائم انفراسٹرکچر وغیرہ۔ جیسا کہ پہلے بتایا گیا کہ پہلا بڑا ہسپتال۔ اسلامی تہذیب میں ہسپتال بغداد میں خلیفہ ہارون الرشید کے دور میں تعمیر کیا گیا تھا۔ یہ پہلا شہر تھا جس نے پورے شہر میں تقسیم کیے گئے بہت سے بڑے اسپتالوں کے ساتھ موثر صحت کی دیکھ بھال قائم کی۔ قابل ذکر لوگوں میں سیدہ سیدہ ام الخلیفہ المقتدر ہسپتال کا افتتاح محرم کے دن ۹۴۷ء میں کیا گیا تھا۔ المقتدری ہسپتال المقتدریہ وغیرہ کے دور حکومت میں تعمیر کیا گیا۔ چوتھی صدی کے آخر تک صرف بغداد شہر میں پانچ بڑے ہسپتال تھے۔^{۲۱} خلیفہ کی عطا کردہ رقم کو صحت کی دیکھ بھال کے بنیادی ڈھانچے کی تعمیر کے لیے استعمال کیا جاتا تھا، جیسا کہ مربوط طبی محلے، ایک چھوٹے سے شہر سے مشابہت رکھتے تھے جہاں مفت دیکھ بھال فراہم کی جاتی تھی۔ انڈوومنٹ فنڈز بیماروں، ڈاکٹروں، فارماسسٹوں اور طبی طالب علموں کی ادائیگی کے لیے، اور ہسپتالوں کے انتظام کے لیے بھی استعمال کیے گئے۔

مصر میں حکمرانوں اور وزراء نے مختلف علاقوں میں ہسپتال بنائے۔ الفتح ابن خاقان، المتوکل علی خدا العباسی کے وزیر اور مصر کے امیر احمد ابن طولون چند مشہور شخصیات ہیں جنہوں نے مصر میں صحت کی دیکھ بھال کے بنیادی ڈھانچے کی ترقی کا باعث بنے۔ اس کے نام پر ایک ہسپتال۔ اس کے علاوہ، مصر میں شاہ قلاوون کے قائم کردہ ہسپتال کو سب سے جدید ترین ہسپتالوں میں شمار کیا جاتا تھا، جس میں مسافر ابن بطوطہ کے دور میں مختلف ادویات اور خدمات کی سہولیات موجود تھیں۔^{۲۲}

موبائل کلینکس

موبائل کلینک ادویات، آلات، خیموں اور ڈاکٹروں، نرسوں اور اردلیوں کے عملے سے اچھی طرح لیس تھے۔ موبائل کلینک کے استعمال کا اندازہ دو حوالوں سے لگایا جاسکتا ہے۔ سب سے پہلے، ان میں خلیفہ کی طرف سے صحت کی دیکھ بھال کے معائنے اور صحت کی دیکھ بھال کی خدمات کی فراہمی کے لیے دور دراز کے دیہاتوں میں بھیجی گئی ٹیموں کا ایک مجموعہ شامل تھا اور ان مریضوں کا علاج کیا جاتا تھا جن کی صحت کی سہولیات تک رسائی نہیں تھی۔ مثال کے طور پر، خلیفہ علی ابن عیسیٰ نے ایک طبی ٹیم جنوبی عراق کے دیہی علاقوں کے دورے پر بھیجی تاکہ وہاں کے باشندوں کا علاج کیا جائے، خواہ وہ کسی بھی مذہب سے ہوں، اور ان کے موبیشیوں کا بھی۔ دوسرے یہ کہ اسلامی تہذیب کے دوران متواتر جنگوں کی وجہ سے زخمی فوجیوں کے علاج کے لیے موبائل کلینک یا فیلڈ ہسپتال قائم کیے گئے۔ جیسا کہ پہلے کہا جا چکا ہے، پہلے

مشہور موبائل کلینک رفااندہ الاسلامیہ (اسلامی تہذیب کی پہلی خاتون سرجن) کے خیموں کا استعمال کرتے ہوئے پیغمبر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی قیادت میں جنگوں کے دوران، خاص طور پر خندق کی جنگ میں قائم کیے گئے تھے۔^{۲۳}

خصوصی ہسپتال

اسلامی دور میں چند خصوصی ہسپتال بنائے گئے تھے۔ مثال کے طور پر، قیدیوں کو صحت کی سہولیات فراہم کرنے کے لیے جیلوں سے ملحقہ جیل ہسپتال بنائے گئے، انہیں صحت تک رسائی کا حق دیا۔ اسی طرح دماغی امراض، یا جذام جیسی متعدی بیماریوں کے مریضوں کے لیے خصوصی ہسپتال بنائے گئے۔^{۲۴}

ہیجمنٹ اور انسانی وسائل

مریضوں کے انتظام پر توجہ مرکوز کرتے ہوئے، اسلامی دور کے تمام بڑے ہسپتالوں نے اپنی علاج کی سہولیات کو دو حصوں میں تقسیم کیا: مرد اور خواتین کے لیے علیحدہ وارڈ اور علاج کی سہولیات۔ مردوں اور عورتوں کے وارڈز کے اندر مخصوص بیماریوں کے لیے الگ الگ حصے تھے جن کی نگرانی ڈاکٹروں کا ایک گروپ کرتا تھا۔ اس کے علاوہ، ہیلتھ ورکرز کو ہسپتالوں کی صفائی اور بزرگوں اور معذوروں کی دیکھ بھال کے لیے لگایا گیا تھا۔ کسی بھی وقت دیکھ بھال کی فراہمی کو یقینی بنانے کے لیے کارکنوں کو دن / رات کی دونوں شفٹوں پر رکھا گیا تھا۔ اور صحت کی دیکھ بھال کرنے والے ملازمین پر بوجھ کو بھی کم کرنے کے لیے۔ اس کے علاوہ، بڑے ہسپتال نہ صرف صحت کی دیکھ بھال تک رسائی فراہم کرنے کے لیے بنائے گئے تھے، بلکہ تعلیم کے لیے بھی۔ تمام بڑے ہسپتال طبی تعلیم کی سہولت کے لیے لائبریری، لیکچر ہال، فارمیسی، پریکٹیکل روم جیسے وسائل سے لیس تھے۔ ہسپتالوں میں مریضوں کی دیکھ بھال میں اعلیٰ معیارات قائم کیے گئے تھے۔ مریضوں کو مفت علاج اور دیکھ بھال، مفت کھانا، صاف کپڑے فراہم کیے گئے اور وہ مکمل صحت یاب ہونے تک ہسپتال میں رہنے کے قابل تھے۔ صحت کی دیکھ بھال کی خدمات کی فراہمی میں کسی بھی مسئلے کو روکنے کے لیے مریضوں سے عمل کے تناسب کو مؤثر طریقے سے برقرار رکھا گیا تھا۔ مثال کے طور پر، مصر کے ایک ہسپتال میں ایک مریض کے لیے دوسریں تھیں۔ اور موجودہ معیارات کے مقابلے تاریخ میں مریض سے عملے کا مجموعی تناسب تسلی بخش ہونے کی نشاندہی کی گئی۔ اس کے علاوہ، ڈریس کوڈ کی پیروی کی گئی جہاں تمام صحت کی دیکھ بھال کے عملے کو صاف سفید کپڑے پہننے کی ضرورت تھی۔

اسلامی دور میں ہسپتالوں کو دنیا کے دیگر خطوں کے مقابلے صنفی مساوات کے لیے مشعل راہ سمجھا جاتا تھا۔ خواتین ڈاکٹروں اور خواتین نرسوں کو ہسپتالوں میں ملازم رکھا گیا تھا جس کی شناخت قرون وسطیٰ کے دور میں دنیا کے دیگر حصوں میں ایک نادر منظر کے طور پر کی گئی تھی۔ تاہم، ہسپتالوں میں مرد اور خواتین مریضوں کی علیحدگی کی وجہ سے خواتین عملے کو ملازمت دینا ضروری تھا۔ اسلامی ہسپتالوں نے بغیر کسی امتیاز کے تمام مریضوں کا یکساں علاج کرنے کے لیے ایک منفرد سیکولر طریقہ اپنایا۔ اس کے علاوہ، قرون وسطیٰ کے دور میں اتنے بڑے انفراسٹرکچر والے ہسپتالوں کا انتظام صحت کی دیکھ بھال کے انتظام کی جدید مہارتوں کی عکاسی کرتا ہے، جو بعد میں یورپ میں بنائے گئے ہسپتالوں سے کم نہیں تھے، جیسے کہ ملکہ وکٹوریہ کے دور میں انگلینڈ میں بنائے گئے تھے۔ مثال کے طور پر، انصوری ہسپتال اب تک

بنائے گئے سب سے بڑے ہسپتالوں میں سے ایک تھا، جس میں ۸۰۰۰ بستروں کی گنجائش تھی جس کی سالانہ آمدنی دس لاکھ درہم (موجودہ مالیت میں تقریباً \$۲۷۵,۰۰۰) اوقاف سے جمع کی گئی تھی۔^{۲۵}

اسی طرح قاہرہ، مصر میں قالون ہسپتال ۸۰۰۰ مریضوں کو سنبھال سکتا ہے، اور کافی عملے اور تحقیقی عملے سے لیس ہے۔ تحقیق کی حوصلہ افزائی اور طب میں پیشرفت اور اختراعات کی رہنمائی کے لیے ہسپتال میں تحقیق کی مناسب سہولیات کو فروغ دیا گیا۔ یہ ہسپتال بیماریوں کی متعدی نوعیت کی دریافت اور آنکھ کے میکانزم میں تحقیق کے لیے مشہور تھا۔ اس کے علاوہ، اسلامی دور کے ہسپتالوں نے ڈاکٹروں کے لیے قابلیت کے ٹیسٹ، منشیات کی پاکیزگی کے ضوابط، علاج اور نرسوں اور انٹرنز کے لیے سروس کے ضوابط، اور جدید جراحی کے طریقہ کار کے لیے بھی۔ مجموعی طور پر، چھٹی صدی کے بعد سے اسلامی صحت کی دیکھ بھال کے نظام کی کوششوں اور ترقیوں کو اچھی طرح سے ترقی یافتہ سمجھا جاتا تھا، اور اس کے مطابق صحت کی دیکھ بھال کے نظام کو عوامی غسل خانوں کی غیر معمولی فراہمی، نکاسی آب کے پیچیدہ حفظان صحت کے نظام کے طور پر ظاہر کیا گیا تھا (زیادہ وسیع بھی۔ مشہور رومن انفراسٹرکچر کے مقابلے)، تازہ پانی کی فراہمی، اور بڑے اور نفیس شہری ہسپتالوں نے آبادی کی عمومی صحت میں اہم کردار ادا کیا۔^{۲۶}

طبی اخلاقیات

طبی اخلاقیات کو ان کے ہم عصروں کے مقابلے میں اسلامی تہذیب میں قرون وسطیٰ کے صحت کی دیکھ بھال کے نظام کی ایک منفرد خصوصیت کے طور پر شناخت کیا گیا تھا۔ علاج تک رسائی کے سلسلے میں، ایک سیکولر لازم نقطہ نظر کی پیروی کی گئی، جہاں مریضوں کے ساتھ ان کی ذات، عقیدہ، مذہب، پس منظر اور عقیدے کی بنیاد پر امتیازی سلوک نہیں کیا گیا۔ ہسپتال کے عملے کو ملازمت دینے میں بھی یہی طریقہ اختیار کیا گیا جس میں ڈاکٹر ز اور دیگر صحت کی دیکھ بھال کرنے والے کارکنان مختلف کمیونٹیز جیسے عیسائی، یہودی اور ہندو پس منظر سے تعلق رکھتے ہیں۔ ڈاکٹروں کے لیے اخلاقی معیارات مریضوں کے علاج کے لیے مقرر کیے گئے تھے جو اسحاق بن علی راہوی نے نویں صدی میں ادب الطب (ایک معالج کا برتاؤ) نامی ایک مقالے میں کیے تھے جس میں مختلف پہلوؤں پر توجہ مرکوز کی گئی تھی جس میں طبیب کو کن چیزوں سے بچنا چاہیے اور ان سے ہوشیار رہنا چاہیے۔ زائرین کے آداب؛ معالج کی طرف سے علاج کے علاج کی دیکھ بھال؛ طبی پیشے کا وقار؛ ڈاکٹروں کا معائنہ؛ اور ڈاکٹروں میں کرپشن کا خاتمہ۔ ایک اور مشہور معالج، الرضوی نے جعلی ڈاکٹروں اور غیر اخلاقی علاج کے طریقوں کو نشانہ بناتے ہوئے بہت سے ترقی پسند نظریات متعارف کروائے۔ مثال کے طور پر، الرضوی نے ڈاکٹروں کو مشورہ دیا کہ وہ طب کے میدان میں ہونے والی پیشرفت کا مطالعہ کر کے اپنے علم میں مسلسل اضافہ کریں اور تحقیقی سرگرمیوں میں بھی شامل ہوں۔ الرضوی نے اپنی طبی اخلاقیات میں درج ذیل بیان کیا ہے:

"ڈاکٹر کا مقصد نیکی کرنا ہے، حتیٰ کہ اپنے دشمنوں کے لیے، اپنے دوستوں کے لیے بھی، اور میرا پیشہ ہمیں

اپنے رشتہ داروں کو نقصان پہنچانے سے منع کرتا ہے، جیسا کہ یہ نسل انسانی کے فائدے اور بہبود کے لیے

قائم کیا گیا ہے، اور خدا نے ان پر مسلط کیا ہے۔ طبیبوں کا حلف ہے کہ وہ مہلک علاج نہ بنائیں۔"^{۲۷}

اس کے علاوہ، اسلام کے ابتدائی دور میں اسلامی صحت کی دیکھ بھال کے نظام کی طرف نقطہ نظر زیادہ تر قرآن اور احادیث کے اقوال سے متاثر تھا۔ مثال کے طور پر، جب کہ ابتدائی اسلامی دور میں عصری معاشرے بیماری کو شیطانی قبضے یا خدا کی طرف سے عذاب سمجھتے تھے، اسلامی ہسپتال اور صحت کی دیکھ بھال کے حکام نے ذہنی طور پر بیماروں کے تئیں ہمدردی اور دیکھ بھال کی عکاسی کرنے والا ایک مختلف نظریہ رکھا۔ اس طرح یہ دیکھا جاسکتا ہے کہ ابتدائی دور میں اسلامی نظام صحت میں طبی اخلاقیات کی رہنمائی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات اور احادیث سے ہوتی تھی۔

خلاصہ بحث

اس مطالعہ کا مقصد اسلامی تہذیب کی تاریخ کے ذریعے صحت کی دیکھ بھال کے بنیادی ڈھانچے کا جائزہ لینا ہے۔ صحت کی دیکھ بھال کے مراکز کی اقسام کا جائزہ لینا؛ صحت کی دیکھ بھال کا نظام دھیرے دھیرے اسلام کے اصولوں اور جنگوں کے دوران زخمی سپاہیوں کے علاج کے لیے خلفائے راشدین کی ضروریات پر مبنی ہے۔ اس کے علاوہ، بڑے ہسپتالوں کو مریضوں کی مفت خدمت کے لیے استعمال کیا جاتا تھا، جو کہ صحت کی دیکھ بھال کے نظام کے لوگوں کی خدمت اور ان کی فلاح و بہبود اور اچھی صحت میں حصہ ڈالنے کے مقصد کی عکاسی کرتے ہیں۔ غریبوں اور معذور افراد کی خدمت کے لیے اور بیماریوں کی آلودگی کو روکنے کے لیے خصوصی ہسپتال بنائے گئے تھے۔ صحت کی دیکھ بھال کے نظام کے انتظام نے مؤثر طریقوں کی عکاسی کی جو کہ اب بھی متعلقہ ہیں جیسے کہ صحت کی دیکھ بھال کرنے والے کارکنوں پر بوجھ کو کم کرنے کے لیے دن / رات کی شفٹوں کو ملازمت دینا، تحقیق کو فروغ دینا، ہسپتالوں کو طبی تعلیمی اداروں کے ساتھ مربوط کرنا، بغیر کسی امتیاز کے معیاری دیکھ بھال فراہم کرنا، لباس کے ضابطوں کو یقینی بنانا، اور علیحدگی۔ بیماری اور جنس کے لحاظ سے وارڈز۔ بڑے ہسپتالوں جیسے المنصوری ہسپتال، قلاون ہسپتال وغیرہ کی کارکردگی، جن میں ۸۰۰۰ بستروں سے زیادہ گنجائش ہے، ہسپتال کے انتظام کی موثر حکمت عملیوں کی عکاسی کرتی ہے۔ اسی طرح میڈیکل ایجوکیشن کے فروغ، نصاب کی ڈیزائننگ، انٹرن شپ اور ترقیتی پروگراموں میں بھی پیش رفت ہوئی۔ مزید برآں، طبی اخلاقیات کو سب سے پہلے اسلامی دور میں متعارف کرایا گیا تھا، جو وقت کے ساتھ ساتھ رائج اور ترقی یافتہ ہیں اور جدید معاشرے میں اب بھی متعلقہ ہیں۔ اس طرح، یہ نتیجہ اخذ کیا جاسکتا ہے کہ ابتدائی اسلامی دور میں صحت کی دیکھ بھال کے بنیادی ڈھانچے میں ہونے والی پیش رفت نے دنیا بھر میں صحت کی دیکھ بھال کے نظام، تعلیم، طرز عمل، اخلاقیات اور انتظام میں مختلف ترقیوں کی راہ ہموار کی۔

اس مطالعہ کے مقصد کے لیے جو جائزہ لیا گیا اس کے متعدد مضمرات ہیں۔ شروع کرنے کے لیے، ابتدائی اسلامی دور میں تسلیم کیے جانے والے طبی خدمات کے معیار نے بے سہارا یا معذور افراد کی دیکھ بھال، توازن اور حمایت کو تقویت بخشی۔ صحت کی دیکھ بھال کی نجکاری اور علاج اور صحت کی دیکھ بھال کی خدمات کے بڑھتے ہوئے اخراجات کے نتیجے میں، کاروبار کے طور پر صحت کی دیکھ بھال کی خدمات کا تصور ابھرا ہے۔ نتیجے کے طور پر، صحت کی دیکھ بھال تک رسائی میں بے ضابطگیوں کا پتہ چلتا ہے، غریبوں کو رسائی سے محروم سمجھا جاتا ہے۔ نتیجے کے طور پر، ہر ایک کو صحت کی دیکھ بھال تک مساوی رسائی حاصل ہونی چاہیے، جسے ایک خدمت کے طور پر دیکھا جانا چاہیے۔ دوسرا،

صحت مند عادات جیسے صفائی، حفظان صحت، صحت مند غذا کھانا وغیرہ۔ طبی طریقہ کار اور اخلاقی رہنما اصول، خاص طور پر جو ڈاکٹروں کے لیے اسلامی اسکالرز نے لکھے ہیں، آج بھی مختلف بیماریوں کے علاج کے لیے استعمال ہوتے ہیں۔ کے پھیلاؤ کو روکنے کے لیے اقدامات کیے جائیں۔ جیسا کہ حالیہ کوویڈ ۱۹۔ تیسرا، اسلامی تہذیب کے دوران صحت کی دیکھ بھال میں انسانی وسائل کا بہت مؤثر طریقے سے انتظام کیا گیا، آبادی کی ضروریات اور جنگوں جیسے ہنگامی حالات کو پورا کیا گیا۔ تاہم، CoVID-19 جیسی وبائی امراض کی صورت میں، مختلف ممالک میں صحت کی دیکھ بھال کا انتظام خرابی کے دہانے پر تھا۔ لہذا، حکومتوں کو HRM کی اہمیت کا احساس کرنا ہوگا، اور آبادی کی ضروریات کے مطابق مناسب وسائل کو یقینی بنانے اور کسی بھی غیر متوقع واقعات سے نمٹنے کے لیے اقدامات کرنے ہوں گے۔

حوالہ جات

^۱ القرآن، سورۃ النحل، آیت ۸۹

^۲ امام احمد بن حنبل، مسند احمد، (لاہور: مکتبہ رحمانیہ، ۲۰۱۱ء)، حدیث نمبر ۳۹۹/۲

^۳ محمد بن اسماعیل البخاری، الجامع الصحیح للبخاری، حدیث نمبر ۵۶۹۲

^۴ محمد بن اسماعیل البخاری، الجامع الصحیح للبخاری، حدیث نمبر ۸۴۷/۲

^۵ Retief FP, Cilliers L. The evolution of hospitals from antiquity to the renaissance. Acta Theologica Supplementum. 2005;7:226

^۶ Al-Asqlani AAH. Fateh Albari Sharwh Sahih Albokhari (Cairo: Dar Alrayyan for Heritage) 1986, p. 44.

^۷ Khaldūn I, Giese A. Die Muqaddima: The Muqaddimah.)Munich: C.H. Beck(On the history of the world; 2011, pp.391–395.

^۸ Hamarneh S. Development of Hospitals in Islam. J Hist Med Allied Sci. 1962; XVII (3):366–384.

^۹ Majali A, Sahar AM. Contribution of Medieval Islam to the Modern Hospital System. Historical Res Lett. 2017;43: p.23–28.

^{۱۰} Rahman H, Abdul HH. The Development of the Health Sciences and Related Institutions During the First Six Centuries of Islam.)ISoIT. 2004(pp.973–984.

^{۱۱} Miller AC. Jundi-Shapur, bimaristans and the rise of academic centres. J R Soc Med. 2006; vol. 99, pp.615–617.

^{۱۲} Elgood C. A Medical History of Persia and the Eastern Caliphate from the Earliest Times to the Year 1932 AD 1932.)London: Cambridge University Press, 1951(pp.205–209.

^{۱۳} Turner H. Science in Medieval Islam (Austin: University of Texas Press, 1995) p.325.

^{۱۴} Al-Dhiab AYA Health and Medical Care in the First Hijri Century, P.42.

^{۱۵} Ghazal A, Sharif K. The Origin of Bimaristans (Hospitals) in Islamic Medical History. (Manchester: Foundation for Science, Technology and Civilization, 2007) p 5.

^{۱۶} Glubb JB, Short A History of the Arab Peoples; 1969. P.231.

^{۱۷} Porter R. The Greatest Benefit to Mankind (London: Harper Collins, 1997) p.21.

^{۱۸} Major RH. A History of Medicine. Springfield 111. Charles C. Thomas; 1997, p. 156.

^{۱۹} Guthrie D. A History of Medicine. (Edinburgh: Thos Nelson & Sons, 1958) pp.231-239.

^{۲۰} Zeid AA The role of Islamic endowments in the field of health care; 2015, p.29.

^{۲۱} Al-Qifti S-A-D. The Biographies and the Books of the Great Philosophers (1 Ed.) (Lebanon: Dar al-Kotob Al-Ilmiyah, 2005) p 41.

²² Grammatico D, Werner L. The Travel Writer Ibn Jubayr, *Aramco World*. 2015, vol 66, p 40–43.

²³ Tschanz DW The Islamic Roots of the Modern Hospital; 2017. p 67.

²⁴ Zeid AA The role of Islamic endowments in the field of health care; 2015, p 243.

²⁵ Nagamia H. Islamic Medicine History and Current Practice. *J Int Soc History Islamic Med*. 2003, vol. 2(4), pp 19–30.

²⁶ Savage-Smith E, Pormann PE. *Medieval Islamic Medicine* (Edinburgh: Edinburgh University Press, 2007) p 135.

²⁷ *Islamic Science, the Scholar and Ethics* , (Manchester: Foundation for Science Technology and Civilization) p 213.